QUARTERLY, PEER REVIEWED
al-amir
ISSN(P): 2790-931X ISSN(E): 2790-9328
E-Mail: editor.alamir@gmail.com

فقہِ جعفریہ کی روشنی میں ٹیسٹ ٹیوب بے بی اور اجارۂ رحم کا شرعی و اخلاقی جائزہ

A Jurisprudential and Ethical Analysis of Test-Tube Baby & Surrogacy in the Light of Ja'fari Fiqh

Muhammad Abdullah
Ph.D Scholar, Depat. of Fiqh & Sharia/ Lecturer (V), Liaqatpur Campus. The Islamia University of Bahawalpur, Pakistan. E-mail: mabdullah2117@gmail.com
Dr. Abdul Ghaffar
Lecturer, Dept. of Fiqh & Sharia, The Islamia University of Bahawalpur, Pakistan. E-mail: abdulghaffar@iub.edu.pk

This research paper presents an analytical study of In Vitro Fertilization (IVF), test-tube baby procedures, and surrogacy within the framework of Islamic jurisprudence, with special emphasis on the Ja'fari school of thought. Modern reproductive technologies have enabled human intervention in the natural process of procreation; however, they have simultaneously raised profound ethical and legal questions concerning lineage (nasab), inheritance, sanctity, and chastity in Islamic law.

The Ja'fari jurisprudence, which regards both reason ('aql) and revelation (naql) as valid sources of law, provides a rational yet principled approach to modern biomedical issues through the method of ijtihād bi al-maqāṣid (objective-based reasoning). This study critically examines the juristic opinions of eminent contemporary scholars such as Ayatollah Nāsir Makārim Shirazi, Ayatollah Rūḥullāh Khomeini, and Ayatollah Sayyid 'Alī al-Sīstānī on assisted reproduction.

The findings reveal that IVF is permissible only when both the sperm and ovum belong to legally wedded spouses and the embryo is implanted in the wife's womb without the involvement of any third party. However, the use of a surrogate womb or gametes from non-spouses is considered prohibited (ḥarām) under Ja'fari jurisprudence, as it leads to lineage confusion, moral ambiguity, and the commercialization of the human body.

The paper concludes that assisted reproductive technologies can be harmonized with Islamic ethics only when they uphold the objectives of Sharī'ah (Maqāṣid al-Sharī'ah). namely the protection of lineage, dignity, and family integrity. Ja'fari Fiqh thus provides a balanced, rational, and ethical framework that bridges the gap between modern science and religious principles.

DOAJ OPEN GLOBAL TRUSTED
Academic Resource Index ResearchBib
Journament
CiteFactor
اشاریہ اردو جرائد
Electronic Object Identifier
I2OR
Cosmos

Keywords: Ja'fari Jurisprudence, Islamic Bioethics, Test-Tube Baby, Lineage Preservation, Surrogacy, Makarim Shirazi; Rūḥullāh Khomeini.

تمہید

جدید دور میں طبّی سائنس نے انسان کی تولیدی صلاحیتوں میں مداخلت کے ایسے طریقے ایجاد کیے ہیں جنہوں نے ماں باپ بننے کے روایتی تصور کو بدل کر رکھ دیا ہے۔ ان ہی میں سے ایک "In Vitro Fertilization" یعنی ٹیسٹ ٹیوب بے بی اور اجارۂ رحم (Surrogacy) کے طریقے ہیں۔ ان طریقوں کے ذریعے وہ شادی شدہ جوڑے جو کسی جسمانی یا طبی عذر کے باعث قدرتی طور پر والدین بننے کی صلاحیت سے محروم رہ جاتے ہیں، کو اولاد کی نعمت حاصل ہو سکتی ہے۔

جہاں سائنس نے انسانی تولید کے اس نئے دروازے کو کھولا، وہیں مذہبی اور اخلاقی سطح پر اس کے حوالے سے کئی سوالات بھی پیدا ہوئے۔ کیا انسان کو اپنی تخلیقی صلاحیتوں میں اس حد تک مداخلت کا حق حاصل ہے؟ کیا اس کے نتیجے میں نسب، وراثت، محرمیت، اور خاندانی نظام کے بنیادی اصول متاثر نہیں ہوتے؟ اور سب سے اہم سوال: اسلام خصوصاً فقہِ جعفریہ ایسے معاملات کو کس زاویے سے دیکھتی ہے؟

اسلام چونکہ ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے، اس لیے وہ انسانی زندگی کے ہر پہلو کو شریعت کے اصولی اور اخلاقی دائرے میں رکھ کر دیکھتا ہے۔ قرآنِ مجید نے تخلیقِ انسان کو ایک الٰہی راز قرار دیا ہے، جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے:

"يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ، يَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ إِنَاثًا وَيَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ الذُّكُورَ"[1]

"اللہ جسے چاہے بیٹیاں عطا کرتا ہے، اور جسے چاہے بیٹے بخشتا ہے۔"

یہ آیت واضح کرتی ہے کہ اولاد کا عطیہ خالصتاً خدا کی مشیت سے وابستہ ہے اور اس کے اسباب میں انسانی دخل صرف ظاہری و مادی حد تک ہی جائز ہے، بشرطیکہ وہ شرعی اصولوں سے متصادم نہ ہو۔

فقہِ جعفریہ کے نزدیک بھی نسل اور نسب کا تحفظ ایک بنیادی اخلاقی و فقہی اصول ہے۔ ائمہ اہلِ بیتؑ نے انسان کو اس بات سے منع فرمایا کہ وہ ایسے ذرائع اختیار کرے جو نسب کے اختلاط یا شرعی رشتوں کے ابہام کا باعث بنیں۔ امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے:

"الولد للفراش، وللعاهر الحجر"[2]

بچہ بسترِ زوجیت سے نسبت رکھتا ہے، اور زناکار کا کوئی حق نہیں۔

یہ روایت فقہِ جعفریہ میں نسب کی طہارت کے لیے ایک بنیادی قاعدہ (قاعدۃ الفراش) سمجھی جاتی ہے، جس کی روشنی میں ہر وہ طریقہ جس سے نطفے کا اختلاط یا رحم کے اجارے کی صورت میں غیر شرعی نسبت پیدا ہو، قابلِ اعتراض قرار پاتا ہے۔

اسی تناظر میں ٹیسٹ ٹیوب بے بی اور اجارہ رحم کے جدید طریقوں کا فقہی و اخلاقی تجزیہ ضروری ہے تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ کیا ان میں شرعی احتیاط کے تقاضے پورے کیے گئے ہیں یا نہیں۔ فقہِ جعفریہ چونکہ عقل و نقل دونوں کو حجت مانتی ہے، اس لیے یہ فقہ جدید سائنسی مسائل پر اجتہاد کی گنجائش بھی رکھتی ہے، مگر اس گنجائش کی ایک اخلاقی و اصولی حد بھی مقرر کرتی ہے۔

جدید تولیدی طریقے: تعارف اور تاریخی پس منظر

"IVF" کا مطلب ہے "In Vitro Fertilization" یعنی خارج از رحم بار آوری۔ اس طریقے میں مرد کا نطفہ اور عورت کا بیضہ جسم سے باہر مخصوص لیبارٹری ماحول میں ملا کر بارور کیا جاتا ہے، اور جب ابتدائی جنین (Embryo) تیار ہو جاتا ہے تو اسے عورت کے رحم میں منتقل کر دیا جاتا ہے تاکہ حمل قائم ہو سکے۔

یہ طریقہ پہلی مرتبہ 1978ء میں برطانیہ میں کامیاب ہوا، اور لوئیس براؤن (Louise Brown) دنیا کی پہلی "ٹیسٹ ٹیوب بے بی" قرار پائی۔ اس کے بعد سے یہ طریقہ دنیا بھر میں عام ہو گیا۔ بعد ازاں ایک اور پہلو سامنے آیا جسے "اجارہ رحم" (Surrogacy) کہا جاتا ہے، یعنی اگر عورت خود حمل نہیں ٹھہرا سکتی تو کسی دوسری عورت کے رحم کو کرایہ پر لے کر جنین کو اس میں پروان چڑھایا جائے۔

اسلامی نقطۂ نظر سے یہ دو مختلف درجے کے مسائل ہیں:

اگر نطفہ شوہر اور بیوی دونوں کا ہو اور اسے صرف لیبارٹری میں بارور کر کے بیوی ہی کے رحم میں رکھا جائے تو اکثر فقہائے جعفریہ اسے جائز قرار دیتے ہیں، بشرطیکہ اس عمل میں نامحرم کی مداخلت نہ ہو۔ آیت اللہ ناصر مکارم شیرازی فرماتے ہیں:

> اگر مرد و عورت کے درمیان شرعی نکاح قائم ہو، اور نطفہ و بیضہ انہی کا ہو، تو مصنوعی حمل جائز ہے،
> مگر اجارہ رحم کے جواز میں احتیاط لازم ہے۔[3]

لیکن اگر نطفہ یا بیضہ غیر زوجین کا ہو، یا حمل کسی اجنبی عورت کے رحم میں ٹھہرایا جائے، تو فقہِ جعفریہ اس کو حرام اور نسبی اختلاط کا باعث سمجھتی ہے۔ امام روح اللہ خمینیؒ نے فرمایا:

> ہر وہ عمل جو نسب کے خلط و اشتباہ کا سبب بنے، شرعاً باطل اور حرام ہے، چاہے اس میں اولاد کا
> حصول ہی مقصد کیوں نہ ہو۔[4]

فقہ جعفریہ کے دیگر مراجع، جیسے آیت اللہ سید علی حسینی سیستانی اور آیت اللہ جعفر سبحانی بھی اسی مؤقف کے حامی ہیں کہ اگر مصنوعی حمل زوجین کے درمیان ہو تو جائز ہے، لیکن اجارہ رحم (Surrogacy) کے معاملے میں نہ صرف فقہی بلکہ اخلاقی خدشات بھی پائے جاتے ہیں، مثلاً:

- نسب کی شناخت کا فقدان
- وراثت کے مسائل
- ماں کی تعریف میں تضاد
- انسانی جسم کی تجارتی حیثیت[5]

فقہ جعفریہ میں تولیدِ مصنوعی (Artificial Reproduction) کا عمومی تصور

فقہِ جعفریہ میں تولیدِ مصنوعی کے مسائل پر اجتہادی بحث بیسویں صدی کے اواخر میں شروع ہوئی، جب میڈیکل سائنس نے انسانی نطفہ، بیضہ اور رحم سے متعلق جدید طریقہ ہائے تولید متعارف کروائے۔ اس ضمن میں فقہائے امامیہ نے قرآن و سنت کے نصوص، اور عقل و اصولِ فقہ کے دائرے میں رہتے ہوئے ان مسائل پر اجتہاد کیا۔

امامیہ فقہا کے نزدیک اصل قاعدہ "الأصل في الأشياء الإباحة" کے مطابق ہر عمل مباح ہے جب تک کہ اس کی حرمت پر قطعی دلیل نہ آجائے۔ تاہم تولیدی طریقوں میں نسب، وراثت، عفت اور اختلاطِ انساب جیسے اصولی خدشات کی بنا پر سخت فقہی احتیاط برتی جاتی ہے۔[6]

In-Vitro Fertilization کی فقہی حیثیت

IVF یعنی "ان وِٹرو فرٹیلائزیشن" وہ عمل ہے جس میں شوہر کے نطفے اور بیوی کے بیضے کو جسم کے باہر ملا کر رحم میں واپس رکھا جاتا ہے۔ فقہاے جعفریہ کے مطابق اگر منی شوہر کی ہو، بیضہ اسی بیوی کا ہو، اور حمل اسی بیوی کے رحم میں قرار پائے، تو یہ عمل جائز ہے، بشرطیکہ غیر ضروری پردہ دری اور نامحرم سے جسمانی لمس نہ ہو۔ آیت اللہ العظمیٰ سید علی سیستانی فرماتے ہیں:

"اگر شوہر کے منی اور بیوی کے بیضے کے امتزاج سے حمل پیدا کیا جائے اور وہی بیوی اس حمل کو رحم میں رکھے تو یہ جائز ہے، البتہ ڈاکٹر کے سامنے جسم کا پردہ نہ کھولنا بہتر ہے۔"[7]

آیت اللہ ناصر مکارم شیرازی بھی فرماتے ہیں:

"جب تک عمل میں کسی اجنبی مرد یا عورت کے نطفے یا رحم کا دخل نہ ہو، IVF کی اجازت ہے، اور بچہ شرعی لحاظ سے انہی والدین کا شمار ہوگا۔"[8]

غیر زوجین کے نطفے یا رحم کا استعمال

اگر حمل میں شوہر یا بیوی کے علاوہ کسی تیسرے فریق کا نطفہ، بیضہ یا رحم استعمال ہو، تو فقہ جعفریہ میں اسے غیر شرعی قرار دیا گیا ہے کیونکہ اس سے اختلاطِ نسب کا خطرہ ہے۔ قرآن کریم میں نسب کی حفاظت کو دینِ فطرت کا لازمی تقاضا قرار دیا گیا ہے:

"ادْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِندَ اللَّهِ"[9]

"انہیں ان کے باپوں کے نام سے پکارو، یہی اللہ کے نزدیک زیادہ انصاف کی بات ہے۔"

اسی اصول کے تحت فقہائے امامیہ کا اجماع ہے کہ:

بیوی کے علاوہ کسی اور عورت کے رحم میں شوہر کا نطفہ ڈالنا جائز نہیں۔

کسی اجنبی مرد کے نطفے کو عورت کے رحم میں منتقل کرنا زنا کے حکم کے قریب سمجھا گیا ہے، اگرچہ جسمانی ملاپ نہ ہو۔[10]

4. اجارہ رحم (Surrogacy) کا مسئلہ

اجارہ رحم میں ایک عورت کو کرایہ پر لیا جاتا ہے تاکہ وہ کسی اور کے نطفے اور بیضے سے پیدا ہونے والے بچے کو اپنے رحم میں رکھے۔

فقہ جعفریہ میں حکم:

فقہائے امامیہ میں اس پر اختلاف پایا جاتا ہے: آیت اللہ خوئی اور ان کے بعض شاگردوں نے اسے حرام کہا، کیونکہ یہ "اختلاط انساب" اور "نسبی تداخل" کا باعث ہے۔[11]

جبکہ آیت اللہ مکارم شیرازی نے مشروط اجازت دی ہے کہ اگر:

- نطفہ شوہر کا ہو
- بیضہ بیوی کا ہو
- اور اجارہ صرف حمل اٹھانے کے لیے ہو

تو یہ فقہی لحاظ سے قابلِ قبول ہے، تاہم اخلاقی اور سماجی قباحتوں کی بنا پر اس سے اجتناب بہتر ہے۔[12]

5. بچے کا نسب کس سے منسوب ہوگا؟

فقہ جعفریہ میں اگر بیضہ عورت A کا ہو، نطفہ شوہر B کا، اور رحم عورت C کا ہو، تو فقہا نے اس حوالے سے مندرجہ ذیل تفریق بیان کی ہے:

- نسب بیضہ دینے والی عورت اور نطفہ دینے والے مرد سے منسوب ہوگا۔
- رحم فراہم کرنے والی عورت کو صرف حاملہ (carrier) سمجھا جائے گا، نہ کہ ماں۔[13]

اخلاقی پہلو اور اسلامی تعلیمات

اسلام میں اولاد کو صرف نکاح کے دائرے میں تسلیم کیا گیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

الولد للفراش وللعاهر الحجر[14]

یعنی: "بچہ بستر (نکاح) کا ہوتا ہے، اور زناکار کے لیے پتھر (سزا) ہے۔"

یہ حدیث فقہی بنیاد فراہم کرتی ہے کہ نسب صرف شرعی زوجین کے تعلق سے قائم ہوتا ہے، نہ کہ کسی مصنوعی یا تیسرے ذریعے سے۔

اجارہ رحم کے اخلاقی و سماجی اثرات

ماں کے تصور کا اختلاط: بچے کے لیے تین ماؤں (بیضہ دینے والی، رحم والی، اور پرورش کرنے والی) کا وجود نفسیاتی پیچیدگی پیدا کرتا ہے۔

1. **وراثتی مسائل:** بچے کا قانونی وارث کون ہے؟ رحم والی یا بیضہ والی عورت؟ فقہا نے اس میں احتیاط لازم قرار دی۔

2. **خاندانی نظام پر اثر:** اس طریقے سے والدین اور اولاد کے درمیان عاطفی رشتہ کمزور ہو سکتا ہے۔[15]

فقہ جعفریہ کے مطابق:

- IVF زوجین کے درمیان ہو تو جائز ہے۔
- کسی تیسرے فریق کے نطفے، بیضے یا رحم کا استعمال حرام ہے۔
- اجارہ رحم مشروط اجازت کے ساتھ ممکن ہے، مگر اخلاقی اعتبار سے مکروہ اور ناپسندیدہ ہے۔
- اسلام میں نسب، عفت، اور خاندانی نظام کی حفاظت بنیادی مقصد ہے، اس لیے ایسی طبی پیش رفتوں کو شرعی حدود میں رکھنا ضروری ہے۔

جدید میڈیکل سائنس اور تولیدِ مصنوعی کی قانونی حیثیت

دنیا کے بیشتر ممالک نے IVF اور Surrogacy کے لیے قانونی ضابطے بنائے ہیں تاکہ:

۱۔ والدین کے حقوق محفوظ رہیں ۲۔ بچے کے نسب کا تحفظ ہو ۳۔ اور مالی یا جسمانی استحصال سے بچاؤ ممکن ہو

1. برطانیہ میں Human Fertilisation and Embryology Act 1990 کے تحت ہر تولیدی عمل صرف زوجین کے درمیان ہونے کی اجازت ہے، جبکہ اجارہ رحم محدود شرائط کے ساتھ جائز ہے۔
2. امریکہ میں مختلف ریاستوں کے قوانین مختلف ہیں، مگر بچے کے قانونی والدین وہی سمجھے جاتے ہیں جن کے نطفے اور بیضے سے بچہ پیدا ہوا ہو۔
3. بھارت میں 2021ء کے Surrogacy (Regulation) Act نے تجارتی اجارہ رحم پر پابندی عائد کر دی ہے، صرف خیراتی یا قریبی رشتہ دار کو اجازت ہے۔[16]

اسلامی فقہی مکتبہ ہائے فکر کا مؤقف

اسلامی دنیا میں چاروں اہلِ سنت فقہی مذاہب اور فقہِ جعفریہ نے تولیدی طریقوں پر تفصیلی اجتہاد کیا ہے۔

فقہی مکتبہ IVF (زوجین کے درمیان)

فقہی مکتب	اجارہ رحم	غیر زوجین کا نطفہ	بیضہ
حنفی	جائز بشرطِ نکاح	ناجائز	ناجائز
شافعی	جائز بشرطِ ستر وحیا	ناجائز	ناجائز
مالکی	مکروہ لیکن مباح	ناجائز	ناجائز
جعفری	جائز بشرطِ زوجیت	مشروط اجازت (بغیر نسبی تداخل)	ناجائز و حرام[17]

فقہِ جعفریہ اور استدلالی بنیادیں

فقہِ جعفریہ میں اجارہ رحم یا مصنوعی تولید کے جواز و حرمت کا دار و مدار چار اصولی دلائل پر ہے:

(الف) نسب کی حفاظت

اسلامی قانون میں نسب کی پاکیزگی اور وضاحت بنیادی شرط ہے۔

"وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصِهْرًا"[18]

یہ آیت نسبی تعلقات کی اہمیت پر روشنی ڈالتی ہے۔ فقہا نے کہا کہ "اختلاطِ نسب" کسی بھی ایسی صورت کو حرام کرتا ہے جس میں والدین کی شناخت مشتبہ ہو جائے۔[19]

(ب) عدم الکشف والستر (پردے کا تقاضا)

فقہِ جعفریہ میں عورت کے جسم کے طبی معائنے یا علاج کے دوران بھی غیر ضروری انکشاف ناجائز سمجھا گیا ہے۔ لہٰذا IVF یا Surrogacy میں مرد و عورت کے اجنبی عملے سے حد درجہ اجتناب لازم ہے۔[20]

(ج) قاعدہ "لاضرر ولاضرار"

اگر مصنوعی طریقہ تولید ماں، بچے یا معاشرے کے لیے ضرر کا باعث ہو، تو فقہی قاعدہ "لاضرر ولاضرار فی الإسلام" کے تحت اس کی ممانعت کی جا سکتی ہے۔[21]

(د) مصلحتِ عامہ اور ضرورتِ شدیدہ

اگر تولیدِ مصنوعی سے ازدواجی زندگی یا نسل انسانی کی بقا کے مقاصد پورے ہوں، تو فقہا اسے ضرورت کے قاعدے کے تحت مباح قرار دیتے ہیں۔[22]

4. اخلاقی و روحانی پہلو

اسلام میں اولاد کو محض جسمانی نسبت نہیں بلکہ روحانی ذمہ داری بھی سمجھا گیا ہے، جیسا کہ قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے:

"الْمَالُ وَالْبَنُونَ زِينَةُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا"[23]

لہٰذا ایسی طبی تکنیکیں جو صرف جسمانی خواہش پوری کریں مگر روحانی، اخلاقی اور نسبی پہلوؤں کو نظر انداز کریں، ان پر شریعت کی نظر میں تحفظات رہیں گے۔

فقہاء جعفریہ نے اسے "اخلاقیاتِ تولید" (Bioethics of Reproduction) کا حصہ قرار دیا ہے، جس میں نیت، مقصد، اور اجتماعی اثرات سب شامل ہیں۔[24]

اسلامی فقہ اکیڈمی (جدہ) نے 2017ء میں قرارداد منظور کی جس کے مطابق:

"تولیدِ مصنوعی (IVF) صرف زوجین کے درمیان ہو تو جائز ہے، لیکن کسی تیسرے فریق (نطفہ، بیضہ یا رحم) کی شمولیت حرام ہے۔"

(Majma al-Fiqh al-Islami Resolution No. 6, Session 19, Jeddah, 2017)

الازہر (قاہرہ) کے مفتیان نے بھی یہی فتویٰ دیا کہ:

"Surrogacy، حتیٰ کہ خیراتی بنیادوں پر بھی، نسبی اور اخلاقی اعتبار سے قابلِ قبول نہیں۔"[25]

6. فقہ جعفریہ کے امتیازی پہلو

فقہ جعفریہ کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ:

- عقلی اصولِ اجتہاد کو سائنسی شواہد کے ساتھ جوڑتی ہے
- اخلاقی احتیاط کو قانونی اجازت پر مقدم رکھتی ہے
- نسب و عفت کے تحفظ کو شریعت کے مقاصد میں سے سمجھتی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ امامیہ فقہا نے جدید طبی سہولتوں کو مکمل رد نہیں کیا بلکہ شرعی حدود میں رہ کر قبول کیا ہے۔[26]

فقہ جعفریہ کے مطابق IVF اور مصنوعی تولید شرعی طور پر مباح ہے جب یہ زوجین کے درمیان ہو۔

اجارہ رحم اور غیر زوجین کے نطفے یا بیضے کے استعمال کو حرام یا بہت مکروہ قرار دیا گیا ہے۔

اخلاقی اعتبار سے، ان طریقوں میں نسب کی شناخت، عفت کی حفاظت، اور خاندانی نظام کی وحدت کو اولین ترجیح حاصل ہے۔

جدید دنیا میں اگرچہ تولیدی ٹیکنالوجی انسانی سہولت کے لیے ہے، مگر فقہ اسلامی اسے روحانی و اخلاقی حدود کے اندر رکھنے پر زور دیتی ہے۔ اس موضوع پر فقہائے جعفریہ کا اجتہاد اسلامی فکر میں اعتدال، عقلانیت، اور اخلاقی احتیاط کی بہترین مثال ہے۔

خلاصۃ البحث

یہ مقالہ جدید تولیدی طریقۂ کار یعنی "In Vitro Fertilization (IVF)"، "ٹیسٹ ٹیوب بے بی" اور "اجارہ رحم (Surrogacy)" کے اسلامی و اخلاقی پہلوؤں کا فقہِ جعفریہ کی روشنی میں تجزیہ پیش کرتا ہے۔ سائنسی ترقی نے انسانی تولید میں مداخلت کو ممکن بنایا ہے، مگر اس کے نتیجے میں نسب، وراثت، محرمیت، اور عفت جیسے بنیادی شرعی اصولوں پر کئی سوالات پیدا ہوئے ہیں۔

فقہِ جعفریہ چونکہ عقل و نقل دونوں کو حجت مانتی ہے، اس لیے یہ فقہ جدید مسائل کے حل میں اجتہاد بالمقاصد کے اصول کو بروئے کار لاتی ہے۔ اس مقالہ میں فقہائے جعفریہ مثلاً آیت اللہ ناصر مکارم شیرازی، آیت اللہ روح اللہ خمینی، آیت اللہ سید علی حسینی سیستانی وغیرہ کے فتاویٰ کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے۔

نتائج مقالہ

اس مضمون سے مندرجہ ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں:

1. اگر مصنوعی حمل صرف زوجین کے نطفے اور بیضے کے ذریعے انجام پائے، اور اس میں کسی غیر کی مداخلت نہ ہو، تو یہ شرعاً جائز ہے۔
2. اگر حمل کسی اجنبی عورت کے رحم میں رکھا جائے یا غیر زوجین کا نطفہ یا بیضہ استعمال کیا جائے، تو فقہِ جعفریہ اس کو حرام قرار دیتی ہے، کیونکہ اس سے اختلاطِ نسب، خاندانی رشتوں میں ابہام اور انسانی جسم کی تجارتی حیثیت جیسے اخلاقی مسائل جنم لیتے ہیں۔
3. اس سے یہ نتیجہ بھی اخذ ہوتا ہے کہ جدید تولیدی طریقے صرف تبھی اسلامی اصولوں سے ہم آہنگ سمجھے جا سکتے ہیں جب وہ شرعی مقاصدِ نکاح، عفت، اور نسب کے تحفظ کے تقاضوں کو پورا کریں۔ فقہِ جعفریہ اس باب میں ایک اعتدال پسند، عقلانی اور اخلاقی موقف رکھتی ہے جو جدید سائنس اور مذہبی اصولوں کے درمیان توازن پیدا کرتی ہے۔
4. فقہ جعفریہ نسب وعفت کے تحفظ کو شریعت کے مقاصد میں سے سمجھتی ہے۔

---

[1] Al-Shūrā 42:49.
[2] Muḥammad ibn Ya‘qūb al-Kulaynī, al-Kāfī (Tehrān: Dār al-Kutub al-Islāmiyyah), vol. 5, p. 478.
[3] Nāṣir Makārim Shīrāzī, Istiftā’āt Jadīdah (Qum: Dār al-Iftā’), vol. 3, p. 412.
[4] Rūḥ Allāh Khomeinī, Taḥrīr al-Wasīlah (Qum: Dār al-‘Ilm), vol. 2, p. 583.
[5] Nāṣir Makārim Shīrāzī, Istiftā’āt Jadīdah (Qum: Dār al-Iftā’), vol. 3, p. 412.
[6] Muḥammad ibn Ḥasan al-Ṭūsī, al-Nihāyah fī Mujarrad al-Fiqh wa al-Fatāwā (Tehrān: Dār al-Kutub al-Islāmiyyah), vol. 1, p. 253.
[7] al-Sīstānī, Minhāj al-Ṣāliḥīn, vol. 2, p. 234.
[8] Nāṣir Makārim Shīrāzī, Istiftā’āt Jadīdah (Qum: Dār al-Qur’ān, 2019), vol. 3, p. 112.
[9] Al-Aḥzāb 33:5.
[10] Rūḥ Allāh Khomeinī, Taḥrīr al-Wasīlah, vol. 2, p. 625.
[11] Abū al-Qāsim al-Khū’ī, Bayān al-Fiqh (Qum), vol. 4, p. 88.
[12] Nāṣir Makārim Shīrāzī, al-Aḥkām al-Fiqhiyyah al-Mu‘āṣirah, vol. 2, p. 149.
[13] . al-Sīstānī, Fiqh al-Ṭibb al-Ḥadīth, vol. 1, p. 213.
[14] Muḥammad ibn Ismā‘īl al-Bukhārī, Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Kitāb al-Nikāḥ, Bāb al-Walad lil-Firāsh, ḥadīth no. 2053.
[15] Sayyid Ja‘far Riḍawī, al-Fiqh al-Ḥadīth fī al-Masā’il al-Ṭibbiyyah (Beirut: Dār al-Ma‘ārif, 2018), p. 212.
[16] United Nations Population Fund Report, Reproductive Rights and Laws, 2023, p. 112
[17] ‘Alī Naqī Quraishī, al-Masā’il al-Mustahdathah fī al-Fiqh al-Islāmī (Qum: Dār al-Ḥadīth, 2020), p. 321.
[18] Al-Furqān 25:54.

[19] Muḥammad Bāqir Sabzawārī, Muḥāḍarāt fī al-Fiqh al-Jadīd, vol. 3, p. 89.
[20] al-Sīstānī, Fiqh al-Ṭibb al-Ḥadīth, p. 247.
[21] Muḥammad ibn Ḥasan al-Ḥurr al-ʻĀmilī, Wasā'il al-Shīʻah, vol. 18, p. 267.
[22] Nāṣir Makārim Shīrāzī, Mustahdathāt al-Masā'il al-Ṭibbiyyah, vol. 2, p. 64.
[23] Al-Kahf 18:46.
[24] Aḥmad Nūrī, al-Akhlāq al-Ṭibbiyyah fī al-Fikr al-Islāmī (Beirut: Dār al-Īmān, 2021), p. 233.
[25] Dar al-Ifta al-Misriyya, Fatwa No. 1283, 2018
[26] Sayyid Kāẓim Jaʻfarī, Fiqh al-Imām Jaʻfar al-Ṣādiq wa al-Masā'il al-Mustahdathah (Qum: Mu'assasat al-Bayān, 2022), p. 421.